روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۷/۴۲ ہفتہ - ۲۲- صفر ۱۴۱۳ھ، ۲۲- ظہور ۱۳۷۱ ہش، ۲۲- اگست ۱۹۹۲ء نمبر ۱۹۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کی محبت سے کوئی محبت اونچی نہ ہو

"جتنے لوگ دنیا میں ٹھوکر کھاتے ہیں وہ اس مقام پر جا کر ٹھوکر کھاتے ہیں جہاں خدا کی محبت سے دنیا کی محبت یا اولاد کی محبت یا اپنی عزت کی محبت آگے اونچا سر نکالے کھڑی ہوتی ہے۔ جب تک ان کا امتحان اس مقام تک نہیں پہنچتا وہ مخفی رہتے ہیں۔"

(خطبہ حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اگر انسان کا وجود اللہ تعالیٰ کے بغیر ہوتا تو کچھ شک نہیں بڑی مصیبت ہوتی۔ مگر اب تو ذرہ ذرہ کی حفاظت وہ ایک ذات کر رہی ہے۔ پھر کس بات کا غم اور خوف ہے۔ اس کی قدرتیں عجیب ہیں اور اس کے تصرفات بے نظیر۔ قادر خدا کو مان کر (صاحب ایمان) کبھی غمگین نہیں ہوتا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جو کچھ کرتا ہے اسی میں خیر و برکت ہوتی ہے۔......

......دہریہ مزاج اور اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لانے والے کی زندگی اس وقت تک عمدہ اور بے خوف و خطر ہوتی ہے جب تک اس پر مصائب اور مشکلات کا حملہ نہیں ہوتا۔ لیکن جب خفیف سی مشکلات بھی آکر ظاہر ہوتی ہیں تو اس کی عقل مار دیتی ہیں اور وہ ان کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کی امید اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہی نہیں اور اسباب اُسے مایوس کر دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں ذرا ذرا سی بات خلاف مزاج پیش آجانے پر بعض اوقات یہ لوگ خودکشیاں کر لیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۹۱)

درخواست دعا

جماعت احمدیہ منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات کے بعض افراد جماعتی مقدمات میں ملوث ہیں۔ ان سب کی باعزت بریت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ناظر امور عامہ)

نمایاں کامیابی

عزیزہ سائرہ ظفر نے امسال میٹرک کا امتحان کریسنٹ ہائی سکول شادمان لاہور سے دیا تھا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ۸۵۰/۷۳۹ نمبر لے کر سکول میں اول آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی مبارک فرمائے۔

قارئین سے گذارش ہے کہ کھل کر ہماری خامیوں کی طرف توجہ دلائیں۔ ہمیں بہتر سے بہتر کی تلاش ہے۔ آپ ہماری مدد فرمائیں اور ہمارے لئے دعا بھی فرمائیں۔ الفضل ہر احمدی کا اخبار ہے۔ (ادارہ)

خدا کو دھوکا اور چالاکی سے راضی نہیں کیا جا سکتا

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الاول

اگر اپنی چالاکی اور ناجائز تدابیر اور ناجائز ذریعہ سے مالوں کو بڑھانے کی کوشش کرو گے تو دوسری طرف خدا اس کو خاک میں ملاتا جاوے گا۔ اس وقت ایک واقعہ مجھے یاد آگیا ہے۔ کہ ایک شخص نہایت خوبصورت صندوق جس میں مختلف قسم کے رنگارنگ کوئی سُرخ، کوئی سفید کوئی زرد قسم کے ٹکڑے کانچ کے تھے ایک رئیس کے پاس لایا۔ اور پیش کیا کہ آپ اس کو خرید لیں۔ مگر وہ رئیس بڑا عقلمند تھا اگرچہ مشرک تھا۔ اور مشرک عقلمند نہیں ہوتا۔ مگر ایک قسم کی جزوی عقل تھی۔ وہ بات کو سمجھ گیا اور کہا کہ یہ شخص شریر تو نہیں ہے۔ اس کو دھوکا لگا ہے۔ اگر شریر ہوتا تو اس کو میرے پاس آنے کی اس طرح جرأت نہ ہوتی۔ یہ سوچ کر اس سے کہا کہ میں ان کو خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ البتہ یہ ایک ہزار روپیہ تم کو دیا جاتا ہے اس بات کے بدلے کہ تم نے ایسی نایاب چیز ہمیں دکھائی۔ وہ شخص بہت خوش ہو گیا۔ رئیس نے اس سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم چند روز یہیں ٹھہر جاؤ۔ پھر ایک دو دن بعد بلوا کر پوچھا کہ تم نے یہ صندوق کہاں سے لیا۔ اس نے سارا ماجرا کہہ دیا۔ کہ جب دلی کے غدر کے موقع پر افراتفری پڑی تو میں نے سنا ہوا تھا کہ بادشاہ اپنے پاس اس قسم کا صندوق رکھا کرتے ہیں کہ بوقت ضرورت کام آوے تو میں سب سے پہلے قلعہ میں کودا۔ اور یہ صندوقچہ لے بھاگا۔ رئیس کو یقین آگیا کہ واقعی یہی بات ہے مگر اس شخص کے ساتھ کہیں دھوکا کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا تو پھر سارا ماجرا بیان کرو کہ یہاں آنے تک اور کیا کیا باتیں پیش آئیں۔ اس پر اس شخص نے بیان کیا کہ رستے میں ایک اور شخص بھی میرا ہمسفر ہوا۔ اور اس کے پاس بھی ایک صندوق تھا۔ اور وہ بھی ٹھگ تھا۔ اثناء راہ میں وہ گاہے گاہے مجھے کھول کر اپنا صندوقچہ دکھایا بھی کرتا تھا۔ اور ذکر کرتا تھا کہ میں نے بھی دلی کی افراتفری میں حاصل کیا ہے۔ مگر چونکہ اس کا صندوقچہ میرے سے عمدہ تھا اور اس کا مال بھی میرے مال سے اچھا تھا۔ پھر وہ گاہ گاہ میرے حوالہ کر کے چلا بھی جاتا تھا اور میرا اعتبار کرتا تھا۔ میں اس کا اعتبار نہ کرتا اور نہ ہی صندوقچہ اسے کھول کر بتاتا آخر ہوتے ہوتے مجھے اس کا صندوقچہ پسند آیا۔ میں نے موقع پا کر اپنا تو پڑا رہنے دیا اور اس کا صندوقچہ لے بھاگا۔ جو میرے خیال میں میرے والے بکس سے عمدہ اور عمدہ مال والا تھا۔ اور یہ وہی صندوقچہ ہے جو میں نے اس شخص کا حاصل کیا تھا اور اپنا اس کے واسطے چھوڑا۔ یہ سارا واقعہ سننے کے بعد اس رئیس نے اس سے کہا کہ اب وہ ہزار روپیہ تو ہم تجھے دے چکے اور وہ تمہاری محنت کا پھل تھا۔ جو تمہیں مل گیا۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ معمولی جھاڑ فانوس کے ٹکڑے ہیں۔ چاہو ان کو رکھو اور چاہو ان کو پھینک دو۔ یہ کسی کام کے نہیں ہیں اور روشنی کے داروغہ کو بلوا کر اسے ایسے ہزاروں ٹکڑے بنا دیئے۔ یہ دیکھ کر اس بیچارے کی آنکھیں کھلیں اور اپنے کئے پر پچھتایا۔ رئیس نے کہا کہ خدا رحیم کریم ہے اس نے تمہاری محنت بالکل ضائع بھی نہ کی اور سزا بھی دے دی کہ تم نے چالاکی سے عمدہ مال حاصل کرنا چاہا تھا۔ اُلٹی اس طرح سے ایک گناہ بھی کیا اور اصل مال بھی برباد کیا۔ ... غرض انسان کرتا ہے کہ میں چالاکی اور دھوکہ سے کامیاب ہو جاؤں۔ مگر خدا اس کو عین اسی رنگ میں سزا دیتا ہے اور ناکام کرتا ہے۔"

(خطبہ فرمودہ ۱۷- اپریل ۱۹۰۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۲۔ ظہور ۱۳۷۱ہش ۲۲۔ اگست ۱۹۹۲ء

دَولت کا غلط استعمال

کسی نے کہا کہ اگر امیر فخر و مباہات سے اپنی امارت کا اظہار نہ کرے تو غریبوں کو یہ دنیا ایک حسرت کی صورت میں متشکل ہو کر نظر نہ آئے، وہ بھی چین سے زندگی گزار سکیں۔ اور دنیا کے بہت سے فسادات از خود اپنی موت مر جائیں۔

بات یہ ہے کہ امیر ہونا کوئی بُری بات نہیں ہے۔ بلکہ اپنی ذہانت کو استعمال کرتے ہوئے عقلمندانہ طور پر دَولت کمانا اور اس طرح امیر بن جانا ایک نعمت ہے۔ اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی۔ آخر کسی کے پاس دَولت ہوگی تو وہ دوسروں کی مدد کر سکے گا۔ وہ دوسرے جن کی ذہانت بھی کم ہے اور عقلمندی بھی کم اور اس لئے وہ کما بھی کم سکتے ہیں۔ حالانکہ ان کی ضروریات زیادہ ہیں۔ ایسے لوگوں کی مدد وہی کر سکتے ہیں جن کے پاس دولت ہو۔ اور دولت جبھی ہوگی کہ وہ کمائیں اور محنت سے کمائیں۔

دولت بڑے کام کی چیز ہے۔ اور جس طرح ہر کام کی چیز کا استعمال غلط بھی ہو سکتا ہے اور دُرست بھی۔ اسی طرح دولت کا استعمال بھی غلط بھی ہو سکتا ہے اور درست بھی۔ غلط استعمال تو یہ ہے کہ غریبوں کے دل کی جلن کا باعث بنا دیا جائے۔ انہیں امارت کے خلاف ابھار دیا جائے۔ انجانے ہی میں سہی۔ اور درست استعمال یہ ہے کہ غریبوں بیکسوں بے نواؤں۔ ناداروں۔ بیواؤں۔ یتیموں کے لئے اس دولت کا ایک حِصّہ وقف کر دیا جائے۔ امیر کے دل میں ہر وقت یہ خیال رہے کہ اس کی دَولت میں غریبوں اور محتاجوں کا بھی حق ہے۔ اگر ایسا ہو تو معاشرہ آرام اور سکون کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔

اپنی دولت کا وقت بے وقت اظہار دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ ان کے دل میں ایک بے بنیاد انتقامی جذبہ پیدا کر دیتا ہے، اور انہیں جائز و ناجائز ذرائع استعمال کر کے دولت مند بننے پر مائل کر دیتا ہے۔ اور اس طرح معاشرہ کا سکون برباد کر دیتا ہے۔ نہ صرف غریبوں کا سکون برباد ہوتا ہے۔ بلکہ دولتمندوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ ان کی بھی نیندیں اُچاٹ ہو جاتی ہیں۔ انہیں اپنی دولت سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔

دولت کا ایک غلط استعمال امراء کا اپنی بیٹیوں کی شادی پر جہیز کا دکھاوا ہے۔ اس سے نہ صرف غریب کی بیٹی کے دل میں جلن پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ نوجوان قابلِ شادی لڑکوں کے ذہن بھی بدل کے رکھ دیتا ہے۔ وہ "جہیز" مانگتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ مانگتے ہیں۔ اگرچہ ہے یہ ایک ذلیل بات۔

ہستی خدا کی سب میں ہے اک قدرِ مشترک
سب کو یقیں ہے خالقِ کونین ایک ہے
چلتا ہے اس کا حکم کسی روک کے بغیر
جو اس کے ساتھ ساتھ چلے بس وہ نیک ہے

ابوالاقبال

اِک تیری کہانی ہے اِک میری کہانی ہے
ان دو کے سوا باقی جو چیز ہے فانی ہے

تم نغمہ اسے سمجھو یا نوحہ اسے کہہ لو
اِک گُل کی کہانی ہے بُلبُل کی زبانی ہے

یہ پریم کی نگری ہے یاں نیچ نہیں کوئی
ہے لاکھ بھگت پورن، لونا بھی تو رانی ہے

جو آنکھ سے رِستا ہے، اس پانی کو مت چھونا
یہ آگ کا شعلہ ہے کہنے ہی کو پانی ہے

تاثیر میں دونوں کی ہے فرق بڑا زاہد
پانی بھی تو پانی ہے اور بادہ بھی پانی ہے

کی میں نے تغزّل میں اس رنگ سے نقّاشی
طاقت مرے خامہ کی بہزاد نے مانی ہے

تنویرؔ کو اب ناحق بدنام وہ کرتے ہیں
مرتا تھا کبھی لیکن یہ بات پُرانی ہے۔

روشن دین تنویرؔ

احمدی نوجوانوں کیلئے معیارِ قابلیّت

تم اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ قابل بناؤ۔ زیادہ سے زیادہ لائق بناؤ۔ نہ صرف دین میں بلکہ دنیا کے ہر کام میں۔ ہر فن اور ہر پیشہ میں یہاں تک کہ کوئی میدان ایسا نہ ہو کہ جس میں احمدیہ جماعت کے افراد سے زیادہ لائق افراد دنیا میں مل سکیں۔ سب سے کامل لوہار تم بنو۔ سب سے کامل نجّار تم بنو۔ سب سے کامل معمار تم بنو۔ سب سے کامل کیمسٹ تم بنو۔ سب سے کامل کپڑا بننے والے تم بنو۔ سب سے کامل مشین بنانے والے تم بنو۔ اور جب تم اس ارادہ اور عزم سے کھڑے ہو گے اور دنیا کے ممالک میں نکل جاؤ گے تو خدا کے فرشتے تم پر برکتیں نازل کریں گے اور تم جو کام بھی کرو گے خواہ وہ بظاہر دنیا کا نظر آتا ہو اس کے بدلے میں تم ثواب پاؤ گے۔

خطبہ فرمودہ ۱۰؍جنوری ۳۶ء
حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

وَ اَیُّ ثُبُوْتِ لِنَسَبٍ عِنْدَ قَوْمٍ
سِوَی الدَّعْوٰی کَاَوْھَامِ الْمَنَامِ

اور کس قوم کے پاس اپنے نسب کا ثبوت ہے۔ بجز دعوی کے جو خواب کے وہموں کی طرح ہے

فَتُوْبُوْا وَ اتَّقُوْا رَبًّا قَدِیْرًا
مَلِیْکَ الْخَلْقِ وَالرُّسُلِ الْعِظَامِ

پس توبہ کرو اور اس رب قادر سے ڈرو۔ جو خلقت اور (عظیم) رسولوں کا بادشاہ ہے۔

ان اشعار میں حضور نے ایک ایسی بنیادی بات سے بات شروع کی ہے جسے اگر دنیا کا ہر شخص مان لے تو انسانوں میں اونچ نیچ ختم ہو کر ایسا بھائی چارہ پیدا ہو جائے کہ سب لوگ اپنے آپ کو ایک لحاظ سے ایک دوسرے کے برابر سمجھنے لگیں۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ قومیت کا ذکر کرتے ہوئے اپنی قوم کے علاوہ دوسرے لوگوں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ کونسی قوم ایسی ہے جسے اپنے نسب کا ثبوت میسّر ہے۔ یہ بات ایک اور جگہ بھی حضور نے فرمائی ہے کہ تین چار پشتوں تک تو انسان کہہ سکتا ہے کہ وہ کون ہے لیکن اگر اس سے اوپر جایا جائے تو یہ بات بالکل بے ثبوت رہ جاتی ہے۔ بعض اوقات لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے شجرہ نسب میں آج سے پہلے بارھویں نسل میں فلاں شخص تھا۔ عام طور پر ایسی باتوں ہی سے فخر و مباہات پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ہم یہ دیکھیں کہ آج سے بارہ یا چودہ یا بیس نسلیں پہلے کی طرف جا کر کسی کا نام لیں تو کیا ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ اس کے کتنے بیٹے تھے۔ اور کتنی بیٹیاں۔ اور کیا وہ سب کے سب کسی رجسٹر میں نام درج کرتے تھے۔ اور ان میں سے کون سا وہ شخص تھا جس نے اپنے اس بیٹے کا نام لکھا جس کی نسل ہم اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ اور پھر آگے اس کے بیٹے اور پھر اس کے آگے اس کے بیٹے نے حقیقت یہ ہے کہ اگر حقائق کی کسوٹی پر اس بات کو پرکھا جائے۔ تو یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ میراثیوں کو نسب یاد ہوتا ہے لیکن کتنے لوگوں کا نسب میراثیوں کو یاد ہے اور کتنے میراثی ہیں جو اپنی یادداشت کو اپنے کسی وارث میں پوری طرح منتقل کرتے ہیں اور پھر کیا یہ میراثی اس وقت سے چلے آرہے ہیں جو ہمارے جدّ امجد کا زمانہ تھا۔ یہ کوئی لکھی لکھائی بات تو ہوتی نہیں۔ اسی لئے حضور نے فرمایا ہے۔ ایسے دعوے تو خواب کے وہموں کی طرح ہوتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ سب سے سچی اور پکی بات تو یہ ہے کہ سب لوگ حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اس میں تو کسی کو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ لیکن جیسا کہ عام طور پر کیا جاتا ہے۔ اپنے اپنے نسب کو الگ الگ کر کے دیکھا جائے تو اس کا کوئی ثبوت مہیا نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ کسی شخص کو اس کے کام کی وجہ سے قومیت کا تحفہ دے دیا جاتا ہے اور کسی شخص کو بغیر کسی کام کے۔ یہ بھی ایک ایسی ناہمواری ہے جسے بھائی چارہ برداشت نہیں کر سکتا۔

دوسرے شعر میں حضور فرماتے ہیں کہ بجائے نسل کی بڑائی کے انسان کو اپنے پیدا کرنے والے اور ربوبیت کرنے والے خدا سے ڈرنا چاہیئے اسی کو سب سے بڑا ماننا چاہیئے وہی سب سے بڑا ہے اور پیدا کرنے والا۔ اس کی طرف لوٹنا چاہیئے کیونکہ جہاں تک حقیقی بڑائی کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں۔ یوں سمجھ لیجئے کہ سب لوگ اس کی رعایا ہیں اور وہ ان کا بادشاہ ہے گویا کہ ایک طرف بادشاہ اور دوسری طرف رعایا اور رعایا میں سب کے سب لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے کے برابر سمجھنا چاہیئے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اس کے باوجود لوگوں میں کسی حد تک فرق تو رہے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ سب سے زیادہ معزز ہے اور پھر کام کے لحاظ سے بھی کوئی کام لینے والا ہے اور کسی سے کام لیا جاتا ہے یہ فرق تو رہیں گے لیکن قومیت کا فرق قائم رکھنے سے بہت زیادہ نقصان کا احتمال ہوتا ہے۔ اور انسان زیادہ خانوں میں بٹ کر ایک دوسرے سے دُور تر ہوتے چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم میں سے کوئی بھی اپنے کسی کام کا نام لے کر اپنی بڑائی کا اظہار نہ کرے۔ نہ کسی اور شخص پر کسی قوم کا ٹھپہ لگا کر اس کی تحقیر کرے اور ہم سب کے سب اللہ تعالیٰ کو سب سے بڑا سمجھتے ہوئے اسی کے آستانے پر جھکے رہیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

ارشادات حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ امام جماعت (الثانی)

علمی مسائل

سب سے پہلی جو بات میں بیان کرنی چاہتا ہوں وہ کوشش کرنے کے متعلق خاص ہدائت ہے۔ یہ بات خوب اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ ہر ایک چیز کے حصول کے کچھ ذرائع ہوتے ہیں۔ جب ان ذرائع کو عمل میں نہ لایا جائے وہ چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ لوگ کہتے ہیں کہ دعا سے خدا حاصل ہو جاتا ہے۔ بے شک دعا بہت بڑی چیز ہے۔ مگر اس کے ساتھ بھی کچھ اور ذرائع کی ضرورت ہے۔ اور جب تک وہ نہ ہوں تو وہ بھی قبول نہیں ہو سکتی۔ مثلاً کوئی شادی کر کے بیوی کے پاس تو نہ جائے اور دعائیں کرتا رہے کہ میرے ہاں اولاد ہو جائے۔ تو کیا اسکی دعا قبول ہو جائے گی۔ ہر گز نہیں۔

ایک بزرگ کے متعلق لکھا ہے ان کے پاس کوئی شخص آیا اور آکر کہا آپ دعا کریں خدا مجھے بیٹا دے۔ یہ کہہ کے وہ چل پڑا اس سے انہوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ اس نے کہا نہیں نوکری کرنے جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا اگر تم نوکری کرنے جا رہے ہو تو میری دعا کیا قبول ہو گی۔ تو جب تک ذرائع سے کام نہ لیا جائے صرف دعا کرنے سے کچھ نہیں بن سکتا اور دعا بغیر کوشش کے کوئی ثمرہ نہیں دے سکتی۔ دعا اسی صورت میں کام آتی ہے جب اس کے ساتھ عمل ہو۔ ہاں دو صورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ بغیر عمل کے دعا فائدہ دیتی ہے۔ ایک تو یہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان کو حکم دے دیا جائے کہ فلاں کام کے لئے دعا کر عمل نہ کر۔ یعنی ظاہری سامان کو اس کام کے لئے استعمال نہ کر۔.....

دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ ایسا موقعہ ہو کہ انسان عمل کر ہی نہ سکے۔ مثلاً ایک ایسا شخص ہو جسے جنگل میں قید کر دیا گیا ہو اور اسکے ہاتھ پاؤں باندھ دئے گئے ہوں اب چونکہ یہ شخص عمل کر ہی نہیں سکتا اس کے لئے محض دعا کرنا ہی کافی ہے لیکن جب اس قسم کی روکیں نہ ہوں۔ اس وقت دعا کے ساتھ عمل کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ تو صرف یہ دو موقعے ایسے ہوتے ہیں جبکہ دعا بغیر عمل کے منظور ہو سکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ پھر صرف دعا اور کوشش کرنے سے بھی خدا نہیں مل سکتا۔ میں نے خود دیکھا ہے بعض لوگ بڑی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ان کو خدا نہیں مل سکتا۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ بھی کافی نہیں۔ اب سوال ہوتا ہے کہ جب کوئی ان دونوں باتوں سے کام لیتا ہے یعنی دعا بھی کرتا ہے اور کوشش بھی تو پھر کیوں خدا نہیں حاصل ہوتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اسکی کوشش صحیح کوشش نہیں ہوتی۔ وہ کوشش کرتا ہے لیکن صحیح کوشش نہیں کرتا۔ اور کامیابی کے لئے شرط یہ ہے کہ کوشش کی جائے اور صحیح طریق سے کی جائے۔ مثلاً ایک طالب علم جو مدرسہ میں پڑھنے کے لئے جاتا ہے اس کے لئے ضروری ہے۔ کتابیں خریدے اور انہیں پڑھے لیکن اگر وہ کتابیں تو نہ پڑھے اور سارا دن دعائیں کرتا رہے کہ مجھے علم حاصل ہو جائے۔ تو کیا اسے حاصل ہو جائے گا۔ ہر گز نہیں۔ یا کیا اگر وہ سارا دن اللہ اللہ کرتا رہے یا اپنے جسم کو سوئیاں مارتا رہے اور سمجھے کہ میں بڑی مشقت کر رہا ہوں اس لئے پاس ہو جاؤں گا۔ تو وہ پاس ہو جائے گا؟ ہر گز نہیں۔ یا ایک شخص جو لوہاری کا کام سیکھنا چاہے۔ وہ سارا دن نماز پڑھتا رہے......یہ دو کلمے ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو پیارے ہیں۔ زبان پر ہلکے معلوم ہوتے ہیں لیکن میزان میں بوجھل ہیں۔ یا سارا دن کنواں کھودتا رہے یا کڑاکے کی دھوپ میں ننگا ہو کر لوٹتا رہے تو لوہاری کا کام آجائے گا۔ ہر گز نہیں۔ اس لئے ہر ایک کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے دعا اور صحیح کوشش کی ضرورت ہے۔ اور جو ایسا نہیں کرتا وہ خواہ کتنی ہی دعا کرے

باقی صہ پر

۱۷۔ اگست ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں شائع ہونے والے فارسی منظوم کلام کے پہلے شعر کا دوسرا مصرع یوں پڑھا جائے۔

مَن آں نیم کہ تغافل ز کارِ خود بکنم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات ، واقعات ، شخصیات ــــــــ نون سین

سرب ۔ حراستی کیمپ

امریکہ نے کہا ہے کہ اسے اس بات پر تشویش لاحق ہے کہ سرب لوگوں نے ایسے کروشیا اور مسلمان جن کا جنگ سے کوئی تعلق نہیں انہیں حراست میں لے کر الگ مراکز میں رکھا ہے۔ اور ان مراکز میں ان پر تشدد کیا جاتا ہے اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو ہلاک بھی کر دیا جاتا ہے۔ امریکہ کے نمائندے نے کہا ہے کہ ہمیں سرب حراستی مراکز کے متعلق یقینی طور پر ایسے شواہد ملے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں تشدد ہو رہا ہے اور جانیں تلف کی جا رہی ہیں اور ہم یہ کھلم کھلا کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ہم ایسی باتوں کی تہہ دل سے مخالفت کرتے ہیں اور ان کو دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے مزید کہا کہ اگرچہ بوسنیا کے لوگوں اور کروشیا کے لوگوں نے بھی ایسے مراکز بنائے ہوئے ہیں لیکن ان کے متعلق ایسے شواہد نہیں مل سکے جن کی بنیاد پر کہا جا سکے کہ وہاں بھی وہی کچھ ہو رہا ہے جو سرب کے حراستی مراکز میں ہوتا ہے۔

جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا ان مراکز کے متعلق کوئی گفت و شنید ہو رہی ہے تو اس نے کہا کہ مجھے اس کا یقینی طور پر کوئی علم نہیں۔ البتہ میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے علاوہ دیگر ممالک میں بھی اس بات پر پریشانی لاحق ہے۔ ہم اس بات کے بھی مخالف ہیں کہ لوگوں کو جبراً ان کے گھروں سے نکالا جائے اور اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ کسی اور ملک میں جا کر پناہ لیں۔ جہاں تک یوگوسلاویہ کی ان سابقہ ریاستوں (ریپبلکس) میں لڑائی جھگڑے کا تعلق ہے۔ یہ زیادہ تر علاقائی یا مذہبی ہے لیکن اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اس لڑائی جھگڑے کا اثر ان کے ہمسایوں پر بھی پڑتا ہے اور عالمی برادری پر بھی۔ اسی لئے یورپین کمیونٹی اور اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل اور امریکہ اور نیٹو نے اپنے آپ کو ان حالات کو درست کرنے کے لئے پیش کر دیا ہے۔ امریکی نمائندے نے کہا کہ ہم نے زبردست سفارتی اور اقتصادی پابندیوں کے ذریعے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ہم ان حالات کو کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

عراق / خوراک اور دوائیں

خلیج کی جنگ کے بعد سے اب تک عراق کو نہ صرف خورونوش کی اشیاء خریدنے کا پوری طرح موقعہ نہیں ملا۔ بلکہ دواؤں کی کمی کا احساس بھی بڑھتا چلا جا رہا ہے عراق کا کہنا ہے کہ اقوام متحدہ نے جو اقتصادی پابندیاں عائد کی ہوئی ہیں ان کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کر سکا۔ کہ خوراک بھی خریدے اور دوائیں بھی۔ لیکن سفارت کار اور وہ تنظیمیں جو انسانی امداد کے لئے کام کرتی ہیں اس بات کو درست نہیں مانتیں۔ ان کا خیال ہے کہ اپنے منجمد اثاثوں میں سے عراق دوائیں بھی خرید سکتا ہے اور اشیائے خورونوش بھی۔ بہرحال اشیائے خورونوش کے بغیر تو انسان کچھ دیر زندہ بھی رہ سکتا ہے کم کھا سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک دواؤں کا تعلق ہے۔ ان کے بغیر زندگی محال ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر جب بچوں کو دوائیں نہ ملیں تو ان کی زندگی داؤ پر لگ جاتی ہے۔ عراق کے جو اثاثے بیرونی ممالک میں تھے۔ چونکہ وہ منجمد کئے جا چکے ہیں اسلئے عراق کچھ خرید نہیں سکتا۔ اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ عراق ان اثاثوں میں سے اتنی رقم نکلوا سکتا ہے۔ جتنی اسے دواؤں کے لئے ضرورت ہو۔

عراقیوں کا خیال ہے کہ ان کے چار ارب امریکی ڈالر کے اثاثے منجمد کئے جا چکے ہیں۔ اور اگرچہ دواؤں اور خوراک کو مستثنیٰ کیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود جتنی رقم کی ضرورت ہے اتنی رقم انہیں مل نہیں رہی۔ ہو سکتا ہے رقم دینے والوں کو اس بات کی فکر ہو کہ دواؤں اور خوراک کا بہانہ بنا کر عراق ضرورت سے زیادہ منجمد اثاثوں سے رقم نکلوا رہا ہے۔ لیکن یہ محض اندازے ہیں۔ اور یقین کے ساتھ یہ بات کسی صورت میں نہیں کہی جا سکتی۔ اگر وہ واقعی خوراک اور دواؤں کے لئے رقم مانگتا ہے اور دوائیں اور خوراک ہی اس رقم سے خریدتا ہے تو کسی کو اس پر اعتراض کا کیا موقعہ۔ لیکن چونکہ فضا دونوں طرف شک و شبہ کی حدود میں داخل ہو چکی ہے۔ اسلئے دینے والے سمجھتے ہیں کہ وہ کافی کچھ دے رہے ہیں اور لینے والوں کا خیال ہے کہ انہیں ان کی ضرورت کے مطابق کچھ نہیں ملتا۔ عراقیوں کا یہ بھی خیال ہے کہ بچوں کی اموات عالمی برادری پر اثر ڈال رہی ہے اور اس طرح وہ بچوں کی ہلاکت کی پرواہ کئے بغیر لوگوں کو عراق کی طرف ہمدردی کے ناطے مائل کرنا چاہتے ہیں۔

گورباچوف کی بریت

گذشتہ دنوں یہ کہا جانے لگا تھا کہ گورباچوف کے خلاف جو سہ روزہ بغاوت ہوئی تھی اس میں کسی نہ کسی طرح گورباچوف کا بھی ہاتھ تھا اور بعضوں کا خیال تھا کہ جب ان لوگوں پر جن پر بغاوت کا الزام ہے مقدمہ چلایا جائے گا۔ تو گورباچوف کو بھی شہادت دینے کیلئے بلایا جائے گا۔ لیکن اب بورس یلسن کے وکلاء نے کہا ہے کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ گورباچوف یا یلسن کا اس میں ہاتھ تھا۔ اس لئے اس بات کا اب کوئی امکان نہیں کہ باغیوں کے مقدمہ کے دوران گورباچوف یا یلسن کو شہادت دینے کے لئے بلایا جائے۔ گورباچوف کو اس معاملے کے سلسلے میں بھی بلایا جا سکتا تھا کہ کمیونسٹ پارٹی کو خلاف قانون قرار دیا جا چکا ہے۔ اب کہا جاتا ہے کہ اگرچہ گورباچوف اور یلسن کے آپس میں تعلقات زیادہ خوشگوار نہیں ہیں۔ لیکن موجودہ بیانات کی بناء پر گورباچوف کی سیاسی حیثیت مستحکم سے زیادہ مستحکم ہو جائے گی۔ یہ جو گورباچوف پر الزام لگایا جاتا تھا کہ بغاوت میں ان کا بھی حصہ ہے۔ یہ دراصل ان لوگوں کی طرف سے لگایا جاتا تھا جو زیر الزام ہیں اور جن پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے ساتھ گورباچوف کو بھی شامل کیا جائے۔ حالانکہ گورباچوف ہی وہ شخص ہے جس کے خلاف ان لوگوں نے بغاوت کی تھی۔ اس بات کو کس طرح ثابت کیا جا سکتا ہے کہ جس کے خلاف بغاوت ہو وہ ازخود بغاوت میں شامل ہو۔

کرنل معمر القذافی کا فیصلہ

اقوام متحدہ کی طرف سے عائد کی گئی پابندیوں کے سلسلے میں لیبیا کے متعلق مختلف اوقات میں مختلف خیالات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ بعض تجزیہ نگار کہتے ہیں کہ چونکہ اس بات کا امکان ہے کہ اقوام متحدہ پابندیوں کو زیادہ سخت کر دے اور ان کے دائرے کو بھی وسیع تر بنا دے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان پابندیوں سے تنگ آکر کرنل معمر قذافی اپنے ان دو باشندوں کو جن پر پین ایم جیٹ تباہ کرنے کا الزام ہے امریکہ برطانیہ یا فرانس کے سپرد کر دے۔ لیکن اس سلسلے میں جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے کرنل معمر قذافی اپنے آپ کو خاصے مضبوط سمجھتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ پابندیوں کا زمانہ بھی گذر جائے گا۔ اور پابندیوں کی مشکلات بھی کم ہو جائیں گی۔ لیکن اگر انہوں نے اس دباؤ میں آکر اپنے ان دو باشندوں کو امریکہ برطانیہ یا فرانس کے سپرد کر دیا تو وہ ایک غلط اصول پر کاربند ہو جائیں گے۔ اور وہ اصول یہ ہو گا کہ کوئی بھی ملک ان کے کسی بھی باشندے پر الزام لگا کر انہیں اپنے ملک میں لے جا کر ان پر مقدمہ چلائے۔ یہ وہ بات ہے جس کے لئے کرنل معمر قذافی شروع سے لڑتے چلے آئے ہیں۔ انہوں نے کئی تجاویز

باقی صفحہ ۵ پر

کس نے کیا کہا؟

ہم ابھی تک عام آدمی کو آزادی کے ثمرات سے کما حقہٗ بہرہ ور نہیں کر سکے ہماری تین چوتھائی آبادی ناخواندہ ہے۔ اسّی فیصد لوگوں کو طبی سہولتیں دستیاب نہیں۔ ایک تہائی آبادی خطِ افلاس سے نیچے رہ رہی ہے۔ ہمارے تعلیمی ادارے بالخصوص اعلیٰ تعلیم کے ادارے ناگفتہ بہ حالت میں ہیں۔ وہ تربیت یافتہ افرادی قوت تیار نہیں ہو رہی جس کے بغیر کوئی قوم آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اسلام کو ہم اپنا اوڑھنا بچھونا کہتے ہیں لیکن اس کی روح کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم مذہبی مناقشات کی گرفت میں آچکے ہیں۔ اور فقہی اختلافات کی وجہ سے لوگ قتل کئے جا رہے ہیں۔ کرپشن ہماری رگ و پے میں رچ بس گئی ہے۔ بیروزگاری ایک سرطان کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ بیوروکریسی عوام کی سچی خادم نہیں۔ یہ تمام عوارض ہمیں اس لئے لاحق ہیں کہ ہم نے مفکر پاکستان اور بانی پاکستان کے افکار کو کما حقہٗ حرزِ جاں نہیں بنایا۔

(روزنامہ جنگ ۱۴ اگست ۱۹۹۲ء صفحہ ۲ اداریہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک چھوٹی سی بات

حضرت امام جماعت الاول نے جب ایک چور سے پوچھا تھا کہ جو سونا وہ سنار کو دیتے ہیں کہ گلا دے اگر اس میں سے ایک حصہ سونے کا سنار اپنے پاس رکھ لے تو وہ کیا کرتے ہیں اور اسے کیسا سمجھتے ہیں تو چور نے جواب دیا تھا کہ ایسا کس طرح ہو سکتا ہے یہ اس کے باپ کا سونا ہے کہ وہ اس میں سے رکھ لے اگر ہمیں پتہ چلے کہ اس نے اس میں سے کچھ رکھ لیا ہے تو ہم اس کی گردن نہ اڑا دیں۔ حضرت امام جماعت الاول نے اس سے نتیجہ یہ نکالا تھا کہ انسان جو اپنے لئے پسند نہیں کرتا وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرے یہ بات تو تھی چور کی چرائی ہوئی چیزوں میں سے کسی کے کچھ چرا لینے کی۔ لیکن اسے زندگی کے ہر شعبے سے جانچا جا سکتا ہے۔ ہم اس وقت ٹیلیفون کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ بعض گندی فطرت کے لوگ دوسروں کو غلط ٹیلیفون کرتے ہیں۔ وقت بے وقت انہیں تنگ کرنے کے لئے اور نازیبا الفاظ ان کے کانوں تک پہنچانے کے لئے۔

اب ایک سسٹم تو ایسا ہو گیا ہے کہ اگر ٹیلیفون کے محکمہ میں رپورٹ کی جائے یا شائد تھانے میں اس کا ہمیں علم نہیں تو ایسے لوگوں کو پکڑا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ایسے لوگ از خود اس بات پر غور کریں کہ اگر کوئی دوسرا شخص انہیں ایسے ہی ٹیلیفون کرے تو وہ کیا سمجھیں گے۔ انہیں یہ بات کیسی لگے گی۔ بیٹھے بٹھائے انہیں ٹیلیفون آ جائیں اور کوئی شخص ان کے متعلق اول فول باتیں کرنے لگے یا گالیاں دینے لگے۔ یا یونہی بلاوجہ وقت ضائع کرنے کے لئے بے وقت انہیں فون کر دیا جائے وہ یقیناً یہ کہیں گے کہ اگر ہمیں ایسے شخص کا پتہ چل جائے تو ہم اس کی پٹائی کر دیں۔ لیکن جب وہ خود ایسے فون کرتے ہیں تو کیا انہیں اس بات کا خیال نہیں آتا کہ ان کی بھی پٹائی کی جا سکتی ہے بات دراصل یہ ہے کہ اگر انسان یہ سمجھ لے کہ جس بات سے مجھے تکلیف ہوتی ہے اس سے دوسروں کو بھی تکلیف ہوتی ہے تو وہ دوسروں کے لئے کبھی ایسا رویہ اختیار نہ کرے۔ جو وہ اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ ٹیلیفون ایک چھوٹی سی چیز ہے لیکن ایک دو منٹ ہی میں دوسرے کا سکون برباد کر سکتی ہے اس طرح سکون برباد کرنے والوں کو سوچنا چاہئیے کہ اگر دوسرے لوگ ان کا سکون برباد کریں تو کیا ہو۔ پس ہمارا مشورہ یہ ہے کہ حضرت امام جماعت الاول کی اس بات پر غور کیا جائے کہ چور کو اس بات سے تکلیف ہوتی ہے کہ اس کے چرائے ہوئے سونے میں سے سنار اسے گلاتے ہوئے ایک حصہ اس میں سے اپنے پاس رکھ لے۔ لیکن چور یہ کیوں نہیں سمجھتا کہ میں نے بھی تو کسی کی چوری کی ہے اگر میں نہیں چاہتا کہ میرا سونا چرایا جائے۔ تو میں یہ کیوں چاہتا ہوں کہ میں کسی اور کا سونا چراؤں۔ سوچنے کی بات ہے اور سمجھنے کی اور اپنے آپ کو درست رکھنے کی۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

پیش کی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ لیبیا میں مقدمہ چلایا جائے۔ اور امریکہ برطانیہ اور فرانس کے نمائندے اس مقدمہ کی نگرانی کریں۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان دو باشندوں کو کو عرب لیگ کے حوالے کر دیا جائے، اور وہ جو چاہیں ان سے سلوک کریں جس طرح چاہیں ان پر مقدمہ چلائیں انہوں نے اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا ہے کہ یہ باشندے امریکہ یا برطانیہ اور فرانس کے سپرد کئے جائیں اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنی اس بات پر اڑے رہیں گے۔ اور کسی صورت میں بھی وہ یہ برداشت نہیں کریں گے کہ اپنا اصول توڑیں۔ جب پابندیاں لگائی گئی تھیں اس وقت اقوام متحدہ نے کہا تھا کہ ہر چار ماہ کے بعد ان پر نظر ثانی کی جائے گی۔ اب نظر ثانی کی گئی ہے تو پابندیوں کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ گذشتہ دنوں حسنی مبارک صدر مصر نے لیبیا کا دورہ کیا اور صدر معمر قذافی سے اسی معاملے پر گفت و شنید کی۔ چنانچہ مصر کے سرکاری اخبار الجمہوریہ نے کہا ہے کہ حسنی مبارک کا خیال ہے کہ لیبیا کے معمر قذافی اقوام متحدہ کی اس بات کو کسی صورت میں بھی نہیں مانیں گے کہ اپنے دو باشندوں کو کسی اور کے حوالے کر دیں۔

عالمی ماحولیاتی آلودگی ۔ جاپان

ماحولیاتی آلودگی ایک ایسا عالمی خطرہ ہے۔ جس کے متعلق نہ صرف آج زمین پر بسنے والوں کو اپنے لئے سوچنے کی ضرورت ہے بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کو اس آلودگی سے محفوظ رکھنے اور ان کی زندگیوں کو زیادہ بہتر بنانے کے لئے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ چنانچہ گذشتہ دنوں ریو ڈی جینرو میں عالمی آلودگی ماحول کے سلسلے میں ایک چوٹی کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس میں دنیا کے بیشتر ممالک نے حصہ لیا اور آلودگی سے بچنے کے متعلق مقالے پڑھے گئے۔ آلودگی کے مختلف عناصر مختلف عوامل اور آلودگی سے بچنے کی تدابیر خاص طور پر زیر غور آئیں۔ اس موقعہ پر یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ زیادہ تر آلودگی کا باعث امیر ممالک ہیں۔ جن سے غریب ممالک بھی متاثر ہوتے ہیں اور غریب ممالک کو اپنے آپ کو ماحولیاتی آلودگی سے بچانے کیلئے جس فنڈ کی ضرورت ہے اس کے لئے وہ ان کے پاس موجود نہیں ہیں۔ اس لئے امیر ممالک کو ان کا ہاتھ بٹانا چاہیئے۔

اس موقعہ پر جاپان نے کہا کہ وہ آئندہ پانچ سالوں میں ۷،۷ ارب ڈالر خرچ کرے گا۔ اب وہاں کے ایک اخبار اساشی شمبن نے یہ خبر شائع کی ہے کہ جاپان اب آئندہ سال ایسی ہی ایک چوٹی کانفرنس ایشیائی ممالک کے لئے منعقد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگرچہ سرکاری طور پر اس کے لئے نہ کوئی تاریخ مقرر کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی پروگرام پلیش کیا گیا ہے۔ لیکن یہ بہرحال ثانوی باتیں ہیں۔ اصولی طور پر یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ آئندہ سال جاپان ایسی ہی ایک کانفرنس منعقد کرے گا۔ تاکہ یہ علاقہ خاص طور پر ماحولیات کی آلودگی سے محفوظ رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ایسی کانفرنسیں دیگر علاقوں میں بھی ہوں تو ان کا اپنے اپنے ممالک پر زیادہ جلدی اثر ہو سکتا ہے۔ یاد دہانیاں بھی آسان اور طریق کار بھی ایک دوسرے سے مل جل کر بنایا جا سکتا ہے۔ جاپان کے اس اقدام کو امید ہے کہ سارا علاقہ سراہے گا۔ اور اس میں حصہ لے گا یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ جس طرح جاپان نے ریو ڈی جینرو کی کانفرنس میں ۷،۷ ارب روپیہ خرچ کرنے کا اعلان کیا تھا اس طرح وہ اس کانفرنس کے موقعہ پر بھی ایک ایسی ہی بڑی رقم خرچ کرنے کا اعلان کرے گا۔ اسی طرح دیگر ممالک بھی اپنی اپنی استطاعت کے مطابق عالمی ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کے لئے رقوم خرچ کریں گے۔

بقیہ: صـ۳ سے آگے

اور کتنی ہی محنت و مشقت برداشت کرے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پس کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ صحیح ذرائع سے کام لیا جائے۔

صفاتِ الٰہی

کہا جاتا ہے کہ یہ نکتہ تو معلوم ہو گیا کہ عرفان الٰہی حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی صفات حاصل کر لینی چاہئیں لیکن یہ بھی تو معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا کی صفات حاصل کس طرح ہو سکتی ہیں۔ بہت لوگ ہوتے ہیں جو کوشش کرتے ہیں کہ کسی پر رحم کریں۔ سختی نہ کریں لیکن ان کے دل کی سختی انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اسی طرح کئی لوگوں کو خواہش ہوتی ہے کہ دوسروں کے عیب پر پردہ ڈالیں مگر وقت پر بات منہ سے نکل ہی جاتی ہے۔ اسی طرح کئی لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ بات کرنے کی فکر پیدا کریں۔ مگر نہیں پیدا کر سکتے تو جب باوجود کوشش اور مساعی کے لوگ یہ صفات نہیں حاصل کر سکتے تو پھر سوال ہوتا ہے کہ کیونکر انسان کے اعمال ایسے ہو جائیں کہ خدا کی صفات اس سے ظاہر ہونے لگیں۔

اس کے لئے سب سے پہلی ضروری بات یہ ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ کی صفات کا علم ہو۔ یہ نہ سمجھو کہ یہ معمولی بات ہے۔ اس کا کس کو علم نہیں کیونکہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے ذہن میں خدا تعالیٰ کی صفات مستحضر نہیں ہوتیں اور اگر مستحضر ہوں تو وہ ان کے معنی نہیں جانتے مثلاً لوگ خدا تعالیٰ کا نام یاد کر لیتے ہیں لیکن ان کے معنی نہیں جانتے اور جب تک معنی نہ یاد ہوں اس وقت تک محض لفظ کچھ اثر نہیں رکھتے اور نہ اعمال میں ان سے کوئی تغیر واقع ہو سکتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میجر عبدالرحمن مغل (ریٹائرڈ) ـــــ یاد رفتگان

محترمہ منور اختر صاحبہ

میری اہلیہ محترمہ منور اختر صاحبہ کئی سال لجنہ اماء اللہ راولپنڈی کی صدر رہیں۔ اپنی طرف سے خدمتِ سلسلہ کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیا۔ ان کی پیدائش لاہور میں یکم جنوری ۱۹۲۹ء کو ہوئی۔ لاہور کی میاں فیملی لاہور کا سب سے پہلا احمدی خاندان ہے۔ جو تمام کا تمام مرد، عورتیں بچے۔ بوڑھے۔ سب کے سب ۱۸۹۲ء کے آخر تک احمدی ہو چکے تھے۔ حضرت میاں معراج دین عمر مؤلف ریویو براہین احمدیہ حضرت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ اور حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغل (میرے والد) باقی خاندان کی اجتماعی بیعت سے قبل ہی احمدی ہو چکے تھے۔

آپ نے مروجہ تعلیم تو کچھ زیادہ حاصل نہیں کی۔ میٹرک اچھے نمبروں پہ پاس کیا اور کالج میں داخلہ کے لئے پر تول رہی تھیں کہ خاکسار سے شادی ہو گئی۔ بیت مبارک قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے جنوری ۱۹۴۷ء کے آخری ہفتہ میں نکاح پڑھایا۔ اور رخصتانہ ۲ر فروری ۱۹۴۷ء کو ہوا۔ فوج کی نوکری عام نہج سے ہٹ کر ہے۔ بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ بعض دفعہ خلافِ توقع فوری طور پہ اِدھر اُدھر جانا پڑتا ہے۔ اور گھر کا ماحول اور معمول اکثر بدلتا رہتا ہے۔ میری اہلیہ بھی اس ادل بدل سے دوچار رہتی تھیں۔ تقسیم ہند کا ہنگامہ تو جس نے دیکھا ہے بھولنا تو درکنار اس کے انمٹ نقوش اب تک ذہنوں میں موجود ہیں۔ میری اہلیہ نے نہایت خندہ پیشانی سے یہ کٹھن وقت گذارا۔ اور کبھی حرفِ شکایت زبان پہ نہ آیا کہ یہ کیا طرفہ تماشا ہے کہ چند دن یہاں ہیں تو یکایک بوریا بستر لپیٹا اور کہیں کے کہیں پہنچ گئے۔ میرا ان کا ساتھ تقریباً ۴۳ برس رہا۔ میں نے کبھی ان کو کسی رشتہ دار سے یا غیر سے تیز زبان سے بولتے نہیں سُنا۔ لجنہ اماء اللہ راولپنڈی کی صدارت پندرہ سولہ برس تک کی۔ میں کئی دفعہ ان کی مسلسل دوڑ دھوپ دیکھ کر گھبرا جاتا تھا کہ کہیں صحت پر بُرا اثر نہ پڑے۔ لیکن وہ خدا کی بندی دن اور رات کی نیند سے آزاد تھی۔ بارش ہو رہی ہے۔ تب بھی سلسلہ کے کام پر باہر جا رہی ہیں۔ چنانچہ ایک ایسے ہی موقع پر بارش میں پاؤں پھسلا اور گر گئیں۔ ٹخنہ ٹوٹ گیا۔ بڑی تکلیف اٹھائی۔ عرصہ تک ٹھیک طرح سے چل نہیں سکتی تھیں۔ لیکن کیا مجال کہ کام میں حرج آیا ہو۔ عورتوں کی تو بات الگ ہے۔ بعض لوگ ذرہ سی کسی کی مالی امداد کی تو لفظوں یا کنایوں میں اظہار کرنے سے رُک نہیں سکتے کہ ہم نے فلاں موقع پر حاتم کی قبر پہ لات ماری تھی۔ میری اہلیہ کی عجیب عادت تھی۔ کسی کی بات سُننے سے تھکتی تھیں نہ امداد دینے سے۔

مختصر کلام کرتی تھیں۔ زیادہ باتیں کرنے کی عادت نہیں تھی۔ ساری ازدواجی زندگی میں میں نے ان کی زبان سے اللہ تعالیٰ سے شکوہ یا شکایت کا ایک لفظ تک نہیں سُنا۔ ۸۲-۱۹۸۱ء میں ایک خوفناک ابتلاء سے ہمیں دوچار ہونا پڑا۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر روتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے۔ ایک دفعہ میں نے روکا کہ اگر دعائیں گریہ وزاری کرنی ہے تو آہستہ آواز میں کریں۔ اللہ تعالیٰ تو ہلکی سے ہلکی آواز کو بھی سُنتا ہے۔ لیکن غیروں کو پتہ نہیں چلنا چاہیئے کہ کس کرب کی حالت ہے۔ اس کے بعد پھر میں نے ان کے رونے کی آواز نہیں سُنی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جو آسمان سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کا فیصلہ زمین پہ نافذ ہوا۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی دُعاؤں سے تقدیریں بدل گئیں۔

آئمہ سلسلہ سے حد درجہ کی محبت اور اطاعت کا تعلق تھا۔ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ سے جب کبھی ملاقات ہوتی تو خوشی اور مسرت کا یہ عالم ہوتا کہ جیسے کوئی بہت بڑا خزانہ ملا ہے۔ بس پھولی نہ سماتی تھیں اور بات بات پر جیسے مُنہ سے پھول جھڑتے تھے۔

مجھے بچپن سے ہی کسی قدر فضول خرچی کی عادت ہے۔ جیب میں پیسے ہوں تو بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ جب تک ختم نہ ہو جائیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اپنی اہلیہ سے ادھار مانگنا پڑتا تو کہتیں کہ مجھے تو گھر کا خرچ وغیرہ ہی دیتے ہو۔ پھر یہ ادھار مانگنے کی کیا تُک ہے۔ لیکن بعد میں دے بھی دیتیں۔ وہ اکثر کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ میرے مال میں برکت ڈال دیتا ہے۔ تمہارا دیا ہوا خرچ تو دو تین ہفتے ہی چلتا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ان کی بات سچ تھی۔

لجنہ اماء اللہ کی صدارت کوئی پھولوں کی سیج نہیں ہے۔ کوئی کام کرنا چاہے تو بہت کام ہے۔ بعض اوقات وہ سارا سارا دن گھر سے غائب رہتیں۔ ممبرات کے گھروں کے چکر لگا رہی ہیں۔ چندوں کی مختلف تحریکات پر کام ہو رہا ہے۔ جلسوں کا اہتمام ہو رہا ہے۔ ناصرات کا شعبہ الگ ہے۔ اس پر بھی دھیان رکھنا پڑتا ہے۔ میں تو کئی دفعہ حیران ہوتا تھا کہ یہ خواتین اتنے سارے کام تن تنہا ایک لمبے عرصہ تک بغیر وقفہ کے کیونکر کر لیتی ہیں۔

مالی مدد میں احمدی اور غیر از جماعت کی تفریق کی قائل نہیں تھیں۔ گھر میں مختلف جگہوں سے عورتیں آتی رہتی تھیں۔ نہ کہنے کی عادت نہیں تھی۔ شاذو نادر ہی کوئی موقع ایسا ہوتا کہ چپکے سے میرے کان میں کہتیں کہ فلاں خاتون کو رقم کی ضرورت ہے۔ آپ دے دیں۔ ورنہ وہ ایسے لوگوں میں سے تھیں جو اپنی صلیب خود اٹھانے کے خوگر ہوتے ہیں۔ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ بارش میں پاؤں پھسلنے سے ٹخنے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی

پس یہ ابتداء تھی اس بیماری کی جو ۱۰ سال تک ان کے شامل حال رہی۔ یہیں سے جوڑوں کا درد شروع ہوا۔ جو بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھا کہ جان لیوا ثابت ہوا۔

۱۹۷۹ء میں پہلی بار جب میں امریکہ گیا تو گھر میں بحث رہتی تھی کہ دونوں میاں بیوی کو جانا چاہیئے۔ میرا اصرار تھا کہ گھر میں دو بچے ایسے ہیں کہ ان کو اکیلا چھوڑ کر ۹ یا ۱۰ ماہ تک ہم دونوں ایک دُور دراز ملک میں نہیں جا سکتے۔ جب بحث نے طول پکڑا۔ اور ایک دو مرتبہ فلائٹ بھی منسوخ کرانی پڑی تو معاملہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے حضور پیش ہو گیا۔ حضور نے فیصلہ میرے حق میں دیا۔ کچھ عرصہ تو ناراض رہیں۔ لیکن جب میں دس ماہ کے بعد واپس آیا۔ تو ائیر پورٹ پہ استقبال کے لئے موجود تھیں۔ میری رشتہ میں چچا زاد تھیں۔ نجیب الطرفین تھیں۔ اور چہرہ مُہرہ بے داغ اور پُر کشش۔ افسروں کی بیگمات میں انتہائی ہر دلعزیز سب سے چھوٹے بیٹے عزیزم نعیم الرحمٰن مغل کی شادی مئی ۱۹۹۰ء میں ہوئی۔ اس وقت چلنے پھرنے کی سکت تو نہیں تھی۔ لیکن صحت ٹھیک تھی۔ چہرے سے پتہ نہیں چلتا تھا کہ بیمار ہیں۔ پچھلے سال میں دو ماہ کے لئے ربوہ گیا ہوا تھا۔ کچھ ترجمہ وغیرہ کا کام تھا۔ ایک دن لکھتے لکھتے یونہی اُونگھ سی آ گئی تو میں نے دیکھا کہ میرے سامنے چارپائی پہ وہ لیٹی ہوئی ہیں۔ اور دل میں ڈالا گیا کہ فوت ہو گئی ہیں ظاہر میں ان کے فوت ہونے کا کوئی وہم و گمان بھی نہیں تھا لیکن میں فوراً پنڈی واپس آیا تو چند روز ہی گزرے تھے کہ ان کے پیٹ میں کچھ تکلیف ہوئی۔ معمولی بات تھی لیکن مغرب کی نماز سے ذرا پہلے وہ معمولی تکلیف بڑھتے بڑھتے انتہاء تک جا پہنچی۔ خفیف سی قے ہوئی جس میں کچھ خون کی آمیزش تھی۔ میں نے گھبرا کر اپنے بیٹے خلیل کو کہا کہ فوراً ہسپتال لے چلو۔ گاڑی میں ہسپتال لے گئے۔ لیکن راستے ہی میں فوت ہو گئیں۔ سب کچھ اتنی تیزی سے اور ناگہانی طور پہ ہوا کہ میں تو کچھ سمجھ ہی نہ سکا۔ ۹ر فروری ۱۹۹۱ء مغرب کے وقت فوت ہوئیں۔ ۱۰ر فروری کو ربوہ لے گئے۔ جنازہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں اسی رات دفن ہو گئیں۔

میرے دل میں خواہش تھی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ان کا جنازہ غائب پڑھا دیں۔ میں نے سویڈن میں اپنی بیٹی راشدہ کو ٹیلیفون کیا۔ وہ وہاں لجنہ اماء اللہ کی صدر ہے کہ لندن سے رابطہ کر کے جنازہ غائب کی درخواست کریں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ کسی وجہ سے جنازہ غائب نہ ہو سکا۔ خاکسار جولائی ۱۹۹۱ء میں لندن جلسہ کے بعد امریکہ چلا گیا۔ وہاں سے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں عریضہ لکھا امریکہ سے واپسی پر میں سویڈن، ناروے وغیرہ چلا گیا۔ وہاں پتہ چلا کہ حضور ایدہ اللہ نے جنازہ غائب ۲۴ر اکتوبر ۱۹۹۱ء میں لندن میں از راہ ذرہ نوازی پڑھا دیا تھا اللہ تعالیٰ آپ کو احسن جزا دے۔

جب تک جنازہ غائب نہیں پڑھا گیا میری اہلیہ لندن۔ واشنگٹن، برسلز۔ سویڈن۔ ناروے، ہالینڈ وغیرہ جہاں جہاں بھی میں گیا۔ دوسرے تیسرے دن خواب میں آتی رہیں۔ غالباً مجھے یاد دہانی کے لئے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کا جنازہ پڑھانا ایسی بات ہے کہ جس کا بدل نہیں۔

میری اہلیہ نے اپنے پیچھے چار بیٹیاں اور تین بیٹے چھوڑے۔ چاروں بیٹیاں اور بڑا بیٹا تو سب یورپ اور امریکہ کے شہری ہیں۔ دو چھوٹے بیٹے یہاں راولپنڈی میں ہیں۔

جیپ کے ایک حادثہ میں ۱۹۵۶ء میں مجھے شدید چوٹیں آئیں۔ دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ کولہے میں فریکچر ہو گیا۔ جسم کے دوسرے حصے بھی بُری طرح متاثر ہوئے۔ میری اہلیہ نے تیمارداری میں دن رات ایک کر دیا۔ نوشہرہ ملٹری ہسپتال میں تقریباً پانچ ماہ رہنا پڑا۔ بڑی تکلیف ہوئی۔ فوج میں ایک عجیب قسم کا بھائی چارہ ہوتا ہے۔ جو شاید عام رشتہ داروں میں بھی نہیں ہوتا۔ نوشہرہ میں ایک دوسری بٹالین کے افسر نے اپنا اچھا بنگلہ خالی کر دیا۔ اور وہاں میری اہلیہ پانچ ماہ تک بچوں کے ساتھ رہیں اور میری خبر گیری

باقی صـ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلام مصطفیٰ تبسم

کھیل اور کھلاڑی

بارسلونا میں ہونے والے مقابلے ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر کئی نئے ریکارڈز بناتے اور پرانے توڑتے ہوئے اختتام پذیر ہوگئے مقابلوں کے لئے روشن کی جانے والی مشعل کو اولمپیا کے تاریخی مقام سے روشن کیا گیا اور دنیا کی ۱۷ مشہور تنظیموں کے نمائندوں نے اسے سپین کے شہر بارسلونا تک پہنچایا اور بارسلونا اولمپکس کے مین سٹیڈیم میں اس کی مدد سے بڑی مشعل ۲۵ جولائی کو مقابلوں کے آغاز کے موقع پر افتتاحی تقریب میں روشن کی گئی۔ جوان جوش و ولولہ سے بھرپور مقابلے بالآخر ۹ اگست کو اسی گہما گہمی کے ساتھ خوبصورت اختتامی تقریب کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئے اور مشعل بجھ گئی اس مرتبہ اولمپکس مقابلوں میں دنیا بھر سے ۱۷۲ ممالک کی ٹیموں نے حصہ لیا اور شرکت کرنے والی دو اہم ٹیموں میں تبدیلی واقع ہو چکی ہے روس میں کئی ریاستوں میں علیحدگی کے بعد اب کھلاڑیوں نے آزاد ریاستوں کی متحدہ ٹیم کی حیثیت سے شرکت کی اور جب کہ مشرقی اور مغربی جرمنی کے الحاق کے بعد دونوں ممالک کی ٹیمیں ایک بار پھر صرف جرمنی کی حیثیت سے شرکت کر رہی تھی۔ اس بار اولمپکس کھیلوں میں میڈلز کی دوڑ میں آزاد سوویت ریاستوں کو واضح برتری حاصل رہی جب کہ امریکہ کے کھلاڑی دوسرے نمبر پر رہے۔ جرمنی کی ٹیم نے اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے تیسری پوزیشن حاصل کی اور چین کے کھلاڑی بھی اس ریس میں جرمنی کے بہت قریب پہنچ گئے۔ مقابلوں میں دنیا بھر کے کئی مشہور کھلاڑی جن سے بہت توقعات وابستہ تھیں خاطر خواہ کارکردگی کا مظاہرہ نہ کر سکے اور بہت سے نئے کھلاڑی ٹریک اینڈ فیلڈ اور دوسری آؤٹ ڈور کھیلوں کے عالمی منظر پر سامنے آئے۔

بارسلونا اولمپکس کی انتظامیہ نے اس بار اولمپکس کھیلوں میں شرکت کے لئے آنے والے کھلاڑیوں اور آفیشلز کیلئے انتہائی جدید اور مکمل سہولتوں سے آراستہ کیا تھا۔ اور کھلاڑیوں کو ہر قسم کی سہولتیں مہیا تھیں جن سے وہ آف دی فیلڈ لطف اندوز ہوتے رہے

بارسلونا کی انتظامیہ نے آئی بی ایم کمپیوٹر کمپنی کے تعاون سے اولمپکس مقابلوں کے تمام ریکارڈز کو کمپیوٹرائزڈ کیا تھا اور کھیلوں کے نتائج بین الاقوامی پریس کھلاڑیوں اور دوسرے افراد تک پہنچانے کے لئے اس کمپیوٹر سسٹم کے لئے سافٹ ویئر ایک بھارتی کمپنی نے تیار کر کے دیا تھا۔ اس کے علاوہ عام لوگوں اور بارسلونا میں یہ مقابلے دیکھنے کے لئے آئے ہوئے دنیا بھر کے شائقین کی سہولت کے لئے بارسلونا میں جگہ جگہ کمپیوٹرز نصب کئے گئے تھے۔ جن پر ایک بٹن دبانے سے جس کھیل کے بارے میں نتائج دیکھنے ہوں سکرین پر سامنے آجاتے تھے جس سے پورے شہر کو بھی مختلف گراؤنڈز میں جاری مختلف مقابلوں کی تازہ ترین صورتحال سے آگاہی ہوتی رہی۔

۱۹۹۲ء کے بارسلونا اولمپکس میں پاکستان کی کارکردگی انتہائی مایوس کن رہی پاکستان نے اولمپکس کے صرف ہاکی، باکسنگ اور یاٹنگ میں شرکت کی۔ یاٹنگ اور باکسنگ میں تو ہمارے کھلاڑی ابتدائی راؤنڈز میں ہی باہر ہو گئے لیکن ہاکی مقابلوں میں پول میچوں میں پاکستان نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور مدِمقابل ٹیموں کو واضح طور پہ ہرایا لیکن سیمی فائنل میں پاکستان جرمنی کے خلاف ایک بار پھر وہ کھیل پیش نہ کر سکا جو فتح کے لئے ضروری ہوتا ہے اور سیمی فائنل میں شکست کے بعد ہاکی کا واحد اعزاز جس کے بارے میں پوری قوم پُرامید تھی وہ بھی ہمارے حصے نہ آسکا۔ اولمپکس میں اکلوتا میڈل پاکستان نے بالآخر ہالینڈ کے خلاف تیسری پوزیشن کے لئے کھیلے گئے میچ میں کامیابی حاصل کر کے لیا۔

۱۹۹۲ء کے اولمپکس جس جوش و خروش کے ساتھ بارسلونا میں شروع ہوئے تھے مقابلوں کی کڑی جنگ۔ جیت ہار کے اتار چڑھاؤ اور گولڈ میڈلز کی جنگ کے بعد اختتام پذیر ہو گئے اور ۲۵ جولائی کو اولمپیا سے آکر بارسلونا میں روشن ہونے والی مشعل بجھ گئی جو اب چار برس بعد امریکہ میں روشن ہوگی۔

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

بھی کی۔

میں کہاں تک لکھتا جاؤں۔ جانے والی تو چلی گئی لیکن ہمیشہ کے لئے اپنی یادیں پیچھے چھوڑ گئی۔ جانا تو سب نے ہے لیکن کچھ پتہ نہیں کہ آگے کون کس سے مل سکے گا یہی ڈر دل میں رہتا ہے کہ اپنا خانہ تو خالی ہے۔ پتہ نہیں کیا بنے گا۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۵۳۱ میں داؤد احمد آصف ولد دین محمد صاحب۔ قوم سندھو جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۳/۲ دار النصر غربی ربوہ حال جاپان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۱۰-۱۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان نمبر ۲۳/۲ واقع دار النصر غربی ربوہ جس میں میرا حصہ ۷۵٬۰۰۰/- روپے۔ (۲) زمین ۲½ ایکڑ واقع ٹھٹھہ بھروانہ مالیتی ایک لاکھ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۴۰۰۰/- ین ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں اور مبلغ ۲۵۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ داؤد احمد آصف جاپان۔ گواہ شد نمبر ۱۔ مغفور احمد منیب وصیت نمبر ۲۰۵۵۹ گواہ شد نمبر ۲۔ ضیاء اللہ مبشر وصیت نمبر ۲۲۹۶۰۔

مسل نمبر ۲۸۵۳۲ میں فہیم احمد ہمایوں ولد شیخ رحمت اللہ صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۶/۱ دار العلوم غربی ربوہ حال جاپان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۲-۶ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ مکان بر قبہ ایک کنال ترکہ والد جس کے شرعی وارث والد صاحب ۵ بھائی ۴ بہنیں ہیں مالیتی ۳٬۵۰٬۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰۰۰۰/- ین ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ فہیم احمد جاپان گواہ شد نمبر ۱۔ اطہر محمود وصیت نمبر ۲۶۰۰۵۔ گواہ شد نمبر ۲۔ اجمل جہاں زیب ناگویا جاپان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ: ۲۰ اگست ۔ آج گرمی بڑھ رہی ہے ۔ دھوپ میں تیزی آتی جا رہی ہے ۔

○ پاکستان اور بھارت کے درمیان کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال پر مکمل پابندی کا معاہدہ عمل میں آگیا ہے اس معاہدہ پر نئی دہلی میں سیکرٹریان خارجہ کی سطح پر ہونے والے مذاکرات کے بعد دستخط ہوئے ایک اور معاہدہ کے تحت دونوں ملکوں کے سفارت خانوں اور قونصل خانوں کے عملے کے ساتھ سلوک اور ضابطۂ اخلاق طے کیا گیا ہے ۔

○ بھارت کے فوجی سربراہ کی طرف سے پاکستانی فوج کے سربراہ جنرل آصف نواز کو بھارت کے دورہ کی دعوت دی گئی ہے ۔ آج تک کسی باوردی فوجی سربراہ نے بھارت کا دورہ نہیں کیا امریکہ سمیت کئی مغربی ممالک جنرل آصف نواز کے دورۂ بھارت کے حامی ہیں ۔

○ افغانستان میں گلبدین حکمت یار پر تین اطراف سے سخت جوابی حملہ کیا گیا ہے ۔ احمد شاہ مسعود اور دوستم کی قیادت میں فوجی دستوں نے حکمت یار کے دستوں کا زور توڑتے کے لئے آگے بڑھنا شروع کر دیا ہے ۔ جوابی حملہ شروع ہوتے ہی کابل پر راکٹوں کی بارش شروع ہو گئی ۔ بم اور راکٹ گرنے سے بیسیوں افراد ہلاک ہو گئے ۔ کابل شہر کی گلیوں اور سڑکوں پر موت کا سناٹا طاری ہو گیا ہے ۔

○ مقبوضہ کشمیر میں گذشتہ ایک ہفتے میں ۶۰ افراد ہلاک ہو چکے ہیں ۔ جن میں سے زیادہ تر شہری ہیں ۔ مقبوضہ کشمیر کے گورنر مسٹر سکسینہ نے مجاہدین کے بڑھتے ہوئے حملوں پر تشویش ظاہر کی ہے ۔ اور کہا ہے کہ بھارتی فوجی مجاہدین کے حملوں کے جواب میں شہری آبادی پر ظلم و ستم کر رہے ہیں اور عورتوں کی بے حرمتی کے مرتکب ہو رہے ہیں ۔

○ عرب وزرائے خارجہ نے کہا ہے کہ اگر ان کو امریکہ کی طرف سے اسرائیل کو دیئے جانے والے دس ارب ڈالر کے قرضے کے بارے میں معقول وضاحت نہ ملی تو عین ممکن ہے کہ وہ پیر سے امریکہ میں شروع ہونے والی مشرق وسطیٰ کانفرنس کو ملتوی کرنے کو کہیں ۔

○ صومالیہ میں بھوک کی وجہ سے لوگوں نے کپڑے اور دیگر اشیاء کھانی شروع کر دی ہیں ۔ اگر صومالیہ کے ۱۵ لاکھ افراد کو فوری خوراک نہ ملی تو ان کی ہلاکت کا خطرہ ہے ۔ ان میں ساڑھے تین لاکھ بچے ہیں جن کی عمر ۵ سال سے کم ہے ۔

○ بھارتی پنجاب میں بھارتی پولیس گذشتہ ۱۰ ہفتوں کے دوران ۶۰۰ سکھوں کو ہلاک کر چکی ہے ۔ پولیس کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق علیحدگی پسند گروپوں سے تھا ۔

○ وزیر اعظم پاکستان نے افغان لیڈروں سے آپس میں جنگ بند کرنے کو کہا ہے انہوں نے تمام متحارب فریقوں سے قیام امن کی کوششوں میں مدد دینے کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلام نے ہمیں یہ درس دیا ہے کہ اگر دو بھائیوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو جائے تو دوسرے مسلمان بھائیوں کو ان کے درمیان صلح کروانے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ انہوں نے کہا کہ جنگ بند ہونی ضروری ہے تاکہ اس مسلم ملک کے عوام ان ثمرات سے مستفید ہو سکیں ۔ جن کے لئے انہوں نے کئی سال تک قربانیاں دی ہیں ۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے افغانستان کے صدر برہان الدین ربانی کو ایک خط لکھا ہے جس کے جواب کے بعد یہ طے کیا جائے گا کہ پاکستان افغانستان میں جنگ بندی کے لئے کیا کر سکتا ہے ۔

○ پاکستان نے پیشکش کی ہے کہ اگر بوسنیا ہرزی گووینیا کے مسلمانوں کی حمایت میں فوجی قوت استعمال کی جائے تو ہم افرادی قوت اور مالی امداد فراہم کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ اطلاعات کے مطابق بوسنیا کے ۳۵ ہزار مسلمانوں کو ہلاک کیا جا چکا ہے ۔ اور لاکھوں مسلمانوں کو اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا ہے پاکستان بوسنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک کروڑ ڈالر کی گرانٹ اور ۲ کروڑ ڈالر کا قرض دے چکا ہے ۔

○ شمالی عراق میں آباد کردوں نے عراق کے متوقع حملے کے پیش نظر اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دیا ہے ۔ کرد رضا کاروں کے فوجی تربیتی کیمپ قائم ہو گئے ہیں ۔ کردوں کا کہنا ہے کہ شمالی عراق میں بغداد کا اب کوئی کنٹرول نہیں رہا اور اس علاقے کے کرد یہاں آزادی حاصل کر کے امن کے ساتھ رہ رہے ہیں ۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سرحدوں پر صورتحال انتہائی سنگین ہے فوری طور پر ڈیفنس کمیٹی کا اجلاس بلایا جائے ۔ انہوں نے کہا کہ میں اس بارے میں جلد آرمی چیف سے ملاقات کروں گی ۔ انہوں نے کہا کہ فوج اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے لڑ رہی ہے اور ملک کو بچانے کے لئے جانوں کے نذرانے پیش کر رہی ہے لیکن حکومت اندرون ملک فوج کی کوششوں کو سبوتاژ کر رہی ہے ۔

○ بھارت پاکستانی سرحدوں پر فوجیں جمع کر رہا ہے فوجوں کی نقل و حرکت میں تیزی آ گئی ہے ۔

اکسیر معدہ

پیٹ درد ، بدہضمی ، بھوک نہ لگنا ، دائمی قبض ، دست ، کھٹے ڈکار ، نفخ ، متلی اور ہیضہ کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے ۔ قبض کی عادت کو دور کرتا ہے ۔ عام استعمال کی بے نظیر چیز ہے ۔ اس کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے ۔ قیمت ۔/۶ ، ۔/۱۲ ، ۔/۲۴ روپے

خورشید یونانی دواخانہ
گولبازار ۔ ربوہ

پتہ

ڈش لگوانے والے احباب کیلئے خوشخبری

خدا نے چاہا تو ہم بہت جلد معیاری اور کم قیمت ڈش انٹینا سسٹم فراہم کر رہے ہیں ۔ جو کہ ہماری ضروریات کے عین مطابق ہوگا ۔ مزید تفصیلات کیلئے ۔

ڈش انٹینا ماسٹر
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ
فون :۔ ۸۳۱ PP
۹۲۹ PP ۰۴۵۲۴
رہائش : ـــــ ۴۸۷

ٹی وی پوائنٹ فیصل آباد
OFFICE ـــــ ۳۰۸۰۶
FAX ـــــ ۶۱۰۱۷۸ ۰۴۱۱
RES ـــــ ۳۵۴۱۱۵

جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز ۔ پوٹینسیاں اور بایوکیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں ۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) **کمپنی** (رجسٹرڈ) ربوہ
فون ۷۷۱ ـــــ ۶۰۶

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں

ہر قسم ڈش انٹینا

خریدنے کے لئے

نیو محمود ٹیلیویژن ۲۱ ۔ ہال روڈ ۔ لاہور
فون ۶۱۶۲۴
۲۲۱۵۰۸

قدیمی ، اولین ، مشہورِ آفاق

حب اٹھراء

سو گولی تیس روپے ۔ مکمل کورس ۔/۱۲۰ روپے

نیران

نرینہ اولاد کی مشہور دوا ۔/۱۲۰ روپے

زدجام عشق

تیس گولی ۔/۹۰ روپے

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ ۔ پاکستان
فون :۔ ۲۱۹۰۶۵ ـــ ۲۱۸۵۳۴